النفح الشذی اور تکملہ النفح الشذی کا علمی مقام

Academic Status of al-Nafah al-Shazzi and Takmila al-Nafah al-Shazzi

*ڈاکٹر طاہر اسلم

**رقیہ اختر

ABSTRACT

Jami' Tirmazi is the famous collection of Hadiths of the Holy Prophet Muhammad (PBUH) which also is one among six famous and authentic packages of books of Hadith known as Sihah-e-Sitta. There are several translatory/Explanatory books of Jamy al-Tirmzi. One of these books is al-Nafah al-Shazzi written by Syed al-Nas, and later on, a Takmila on this al-Nafah al-Shazzi is written by Hafiz Al-Iraqi.

Tatars' temptation caused the abolition of the Islamic kingdom. At that time Islamic world was in a situation of circumfusion and uncertainty. However, Egypt remained away from the gloomy situation. At the time Egypt made tremendous progress in the field of Islamic sharia. During the 8th and 9th centuries, collations and compilations of Ahadith taken place in Egypt.

Unique style and easy-to-understand characteristics bestowed this book as a credible source of information. The writers and intellectuals got an advantage from this book as an important reference. They have treasured the contribution made by this in understanding one of the most important sources of information of Islamic Sharia.

This article reflects the solid narration, style, credibility, and reader easy and friendly approach of these significant sources of information, and the same may be shared and credited accordingly as need of the hour.

KEYWORDS:

Al-Nafah al-Shazzi, Syed al-Nas, Hadith, Jurisprudential Issues.

حدیث مبارکہ ﷺ کی اہمیت، قلبی وابستگی اور قرآن کریم کے شرح کے پیش نظر ہر زمانہ میں آپ ﷺ کی روایات کو یاد کرنے، اُن کو ضبط تحریر میں لانے کی جانب توجہ دی گئی۔ محدثین کرامؒ نے ان روایات کو بے حقیقت اور

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، میرپور یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، میرپور، آزاد کشمیر

**لیکچرر، شعبہ اسلامیات، میرپور یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، میرپور، آزاد کشمیر

من گھڑت باتوں سے بچانے کے لیے محدثین کرام نے مختلف اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ذخیرہ احادیث سے اُن قواعد وضوابط کی کسوٹی میں جانچ وپرکھ کر روایات رسول ﷺ پر کتب مرتب کیں۔ جن میں کتب صحاحِ ستہ کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ کتب صحاحِ ستہ کی اہم "جامع الترمذی" کی روایات کی تشریح وتوضیح بہت سے محدثین کرام نے کتب تحریر کیں۔ ان شروحات میں ابن سید الناس کی شرح الترمذی "النفح الشذی فی شرح الترمذی" اور اُس کا تکملہ "تکملہ شرح الترمذی للحافظ العراقی" (جو کہ حافظ زین الدین العراقی کی تصنیف ہے۔) نہایت عمدہ شرح ہے۔

اس شرح کو بعد کے محدثین نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ان شیوخ کی کاوش کو سراہاہے۔ ذیل میں اس شرح کی چند خصوصیات اور اس شرح کے بارے میں محدثین کی آراء پیش خدمت ہیں، جو کہ شرح کی اہمیت پر دلالت کرتی ہیں۔

شرح کی نمایاں خصوصیات:

النفح الشذی اور تکملۃ النفح الشذی کے مطالعے سے اس شرح کی جو نمایاں خصوصیات سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ احادیث کی تخریج:

جامع الترمذی کی روایات کی تخریج اور فی الباب کے ذیل میں جن روایات کی جانب امام ترمذی اشارہ کرتے ہیں۔ اُن بھی تخریج کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اُس مذکورہ باب کی جن روایات کی جانب امام ترمذی نے اشارہ نہیں کرتے اُن کو "فی الباب مما لم یذکرہ" کے ذیل میں اُن کا تذکرہ بمع مخرج (جس کتاب میں اُس روایت کو نقل کیا گیا ہے) کو بھی بیان کرتے ہیں۔[1]

۲۔ رواۃ پر کلام:

اس شرح کی ایک خصوصیت یہ ہے، کہ دونوں شارح حضرات حدیث کے رواۃ پر خصوصی کلام کرتے ہیں اور اُن کے مستند اور غیر مستند ہونے سے متعلق ماہرین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ جیسے "باب الرخصة في ذالك" میں امام ترمذی نے جس دوسرے طریق کا تذکرہ کیا، اُس سند کے راوی "عاصم بن بهدلة" کے بارے میں ائمہ اسماء الرجال کی آراء نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> وأمَّا عاصم: فهو ابن بهدلة أبي النَّجود، أبو بكر المقرئ، الأسدي، الكوفي.---
> وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل: ساكت أبي عنه، فقال: كان رجلًا صالحًا قارئًا للقرآن، وأهل الكوفة يختارون قراءته قال أحمد بن حنبل: وأنا أختار قراءته، وكان ثقة . وقال محمد بن سعد: كان ثقة إلَّا إنَّه كان كثير الخطأ في حديثه---
> وقال أحمد بن عبد الله العجلي: هو صاحبُ سنة، وقراءة للقرآن، وكان ثقةً رأسًا في القراءة، --- وسئل يحيى بن معين عنه فقال: ليس به بأس --- وقال أبو حاتم أيضًا: محله عندي محل الصدق، صالح الحديث---[2]

(بہر حال عاصم، وہ بہدلۃ کے بیٹے اور النجود کے باپ ہیں۔ نام ابو بکر ہے۔ قاری، قبیلہ اسد سے تعلق اور کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔۔۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں اپنے والد صاحب سے ان کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے کہا کہ نیک آدمی تھے، قاری تھے اور اہل کوفہ ان کی قرأت کو اختیار کرتے تھے۔ احمد بن حنبل کہتے تھے کہ ثقہ آدمی تھے اور میں خود انہی کی قرأت کو اختیار کرتا ہوں۔ ابن سعد کے بقول ثقہ آدمی تھے، مگر حدیث کے معاملے میں غلطیاں سرزد ہو جاتی تھیں۔ احمد بن عبداللہ العجلی کے بقول سنت کا اہتمام کرنے والے تھے۔ قرأت میں امام ثقہ تھے۔۔۔ یحیی بن معین سے ان کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔۔۔ ابو حاتم نے بھی یہی فرمایا کہ محله عندی محل الصدق، صالح الحديث۔۔۔)

حافظ عراقی "باب ما جاء فی فضل الاضحية" کے ذیل میں مذکورہ روایت کے راوی "ابی المثنی" کی بابت رقم طراز ہیں:

"ابی المثنی۔ ۔ ۔ وهو خزاعی، كعبی، مدنی، اسمه سليمان بن يزيد۔ ۔ زاد الحاكم ان اسم جده قنفذ وقد اختلف فی الاحتجاج به۔ فقال ابو حاتم الرازی، منكر الحديث، ليس بقوی، وذكره ابن حبان فی الثقات۔ "[3]

(ابو المثنی۔۔۔ ان کا نام سلیمان بن یزید تھا بنو کعب کی شاخ خزاع سے تعلق تھا اور مدینہ کے رہنے والے تھے۔۔۔ امام حاکم نے ان کے دادا قنفذ کے نام کا اضافہ کیا ہے اور ان سے روایت کو بطور پیش کرنے اور نہ کرنے میں اختلاف ہے۔ ابو حاتم کے نزدیک منکر الحدیث اور ليس بقوی ہیں۔ اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔)

۳۔ فقہی مسائل کا احاطہ:

ابن سید الناس نے حدیث کے فقہی مسائل اور اُس سے مستنبط ہونے والے احکام پر نہایت بسط سے کلام کیا ہے۔ اسی طرح حافظ عراقی نے بھی تکملہ میں اسی انداز کی پیروی کی۔ ابن سید الناس "باب ما جاء فی صلوة الوسطى انها العصر و قد قيل انها الظهر" کے ذیل میں مسائل پر کلام کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"وفي احاديث الباب مسائل، الاولي، قد اختلف السلف في الصلاة الوسطي ما هي بعد اتفاقهم علي ان الصلاة الوسطي آكد الخمس۔ فقال الشافعي، هي الصبح نص عليه في "الام" وغيره، وهو مذهب مالك ونقل عن عمر ومعاذ وابن عباس وابن عمر وجابر وعطاء وعكرمة ومجاهد والربيع بن انس۔ وقالت طائفة: هي

العصر وهو مذهب أبي حنيفة وأحمد وداود وابن المنذر وروي عن علي وابن مسعود وأبي هريرة وأبي بن كعب وعبد الله بن عمرو وأبي أيوب وسمرة بن جندب وأبي سعيد الخدري وابن عمر وابن عباس وعائشة وحفصة ..'[4]

(اس باب کی حدیث سے کئی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔ اول: صلوۃ الوسطی کی تعین میں اسلاف کا اختلاف ہوا کہ اس سے کون سی نماز مراد ہے۔ اس کے باوجود کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ صلوۃ الوسطی کی سب سے زیادہ تاکید آئی ہے۔ امام شافعی نے اپنی کتاب الام وغیرہ میں اس بات کی صراحت کی کہ اس سے مراد فجر کی نماز ہے اور یہی مذہب امام مالک کا ہے اور حضرت عمر، حضرت معاذ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت عطا، حضرت عکرمہ، حضرت مجاہد، حضرت ربیع بن انس سے بھی یہی مروی ہے۔ اور علما کی ایک جماعت نے کہا کہ صلوۃ الوسطی سے مراد عصر کی نماز ہے۔ یہ امام ابو حنیفہ، اما احمد، امام داود، ابن المنذر کا مذہب ہے اور یہی حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعود، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابَی بن کعب، حضرت عبد اللہ بن عمرو، حضرت ابو ایوب، حضرت سمرۃ بن جندب، حضرت ابو سعید الخذری، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ وغیرہ کا یہ قول ہے۔) ابن سید الناس نے اس باب کے ضمن میں ۲۱ اختلافی مسائل کو بیان کیا ہے۔

ان خصوصیات کی بنا پر شرح کی اہمیت اور قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔ ذیل میں النفح الشذی اور تکملۃ النفح الشذی کے بارے میں علماء کی آراء اور بعد کے مصنفین نے اپنی کتاب کی تالیف میں اس کتاب سے رہنمائی لی اُس پر مختصر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ جو کہ کتاب کی عظمت اور مستند ہونے پر بین ثبوت ہے۔

النفح الشذی کے بارے میں علماء کی آراء:

جامع الترمذی کی شرح کی مترجمین اور محدثین نے توصیف کی اور اُس تلقی قبول سے نوازا۔ چنانچہ ذیل کتاب سے متعلق علماء کی آرا کو نقل کیا جاتا ہے۔ جس سے کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ الصفدی کتاب کی بارے رقم طراز ہیں:

"النفح الشذی فِي شرح جَامع التِّرْمِذِيّ وَلم يكمل جمع فأوعي وَكَانَ قد سَماهُ الْعرف الشذی فَقلت لَهُ اسمه النفح الشذي ليقابل الشَّرْح بالنفح"[5]

(النفح الشذی فی شرح جامع الترمذی ابن سید الناس کی کتاب ہے، جس کو وہ مکمل نہیں کر سکے جتنا کام کیا عمدہ کام کیا ہے اور اس کا نام انہوں نے عرف الشذی رکھا۔ میں نے کہا کہ اس کا نام النفح الشذی رکھ دیں کیوں کہ یہ شرح کامیابی کے ساتھ دیگر کتب شروح کا سامنے کرنے والی ہے۔)

ابن الملقن، سرج الدین، عمر بن علی اس کتاب کی بابت لکھتے ہیں:

"مَا شَرحه شيخنا، حَافظ مصر فتح الدِّين ابْن سيد النَّاس من جَامع التِّرْمِذِيّ، وَلَو كَمُلَ كَانَ فِي غَايَة الْحسن"[6]

(جامع الترمذی کی وہ شرح جو ہمارے شیخ حافظ مصر، فتح الدین ابن سید الناس نے تحریر کی، اگر وہ پایہ تکمیل کو پہنچ جاتی تو بہت عمدہ شہ کار ہوتی۔)

قاضی ابن شهبة اس کتاب کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"شرح قِطْعَة صَالِحَة من اول جَامع التِّرْمِذِيّ رأيت مِنْها مجلدا بِخَطِّه الْحسن وَقد حرر وَحبر وأجاد وأفاد وَلم يسلم من بعض الانتقاد"[7]

(انہوں نے جامع الترمذی کے ابتدائی حصے پر بہترین شرح تحریر کی۔ میں نے ان کے اپنی خوبصورت تحریر میں ایک جلد دیکھی۔ انہوں بہت خوب علمی اور مفید ذخیرہ علم اکٹھا کر دیا، اگر بعض مقامات میں تنقید کی گنجائش بھی ہے۔)

مصنفین کا استفادہ

بعد کے مؤلفین نے اپنی کتب کی تالیف میں "النفح الشذی" سے استفادہ کیا۔ جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے۔

ا۔ کتب تفسیر:

صاحب تفسیر المنار نے "مسح الخفین اور نعلین" کی تفصیل میں ابن سید الناس کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا:

وَزَادَ ابْنُ سَيِّدِ النَّاسِ فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ، عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَأَبَا مَسْعُودٍ الْبَدْرِيَّ عُقْبَةَ بْنَ عَمْرٍو، وَقَدْ ذَكَرَ فِي الْبَابِ الأول أَنَّ الْمَسْحَ عَلَي الْخُفَّيْنِ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الصَّحَابَة، وَعَلَي جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَي لنَّعْلَيْنِ، وَقِيلَ، إِنَّمَا يَجُوزُ عَلَي النَّعْلَيْنِ إِذَا لَبِسَهُمَا فَوْقَ الجوربين"[8]

(اور شرح الترمذی میں ابن سید الناس نے اضافہ کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابو مسعود البدری، حضرت عقبہ بن عمروؓ کا اور اس باب اول میں مذکور ہے کہ مسح علی الجوربین پر صحابہ کرام کے درمیان اتفاق ہے۔ اور نعلین پر مسح کے جواز پر یہ کہا گیا ہے کہ جب نعلین کو جرابوں پر پہنا گیا ہو تو اس وقت مسح کرنا جائز ہے۔)

اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن میں اوقات نماز کی تفصیل کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

"قَالَ ابْنُ سَيِّدِ النَّاسِ فِي «شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ» : وَقَدْ عَلِمَ كُلُّ مَنْ لَهُ عِلْمٌ بِالْمَطَالِعِ وَالْمَغَارِبِ أَنَّ الْبَيَاضَ لَا يَغِيبُ إِلَّا عِنْدَ ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، وَهُوَ الَّذِي حَدَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - خُرُوجَ أَكْثَرِ الْوَقْتِ بِهِ فَصَحَّ يَقِينًا أَنَّ وَقْتَهَا دَاخِلٌ قَبْلَ ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ

بِيَقِينٍ، فَقَدْ ثَبَتَ بِالنَّصِّ أَنَّهُ دَاخِلٌ قَبْلَ مَغِيبِ الشَّفَقِ الَّذِي هُوَ الْبَيَاضُ فَتَبَيَّنَ بِذَلِكَ يَقِينًا أَنَّ الْوَقْتَ دَخَلَ يَقِينًا بِالشَّفَقِ الَّذِي هُوَ الْحُمْرَةُ "[9]

(ابن سید الناس نے ترمذی کی شرح میں کہا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو مطالع و مغارب کا علم ہے، وہ یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ سفیدی تو ثلث اول کے وقت ہی غائب ہوتی ہے۔ اور یہی وہ حد ہے جو آپ ﷺ نے اکثر وقت کے نقل جانے کے بارے میں مقرر کی ہے۔ چنانچہ یقینی طور پر صحیح بات یہ ہے کہ اُس کا وقت ثلث اللیل سے پہلے داخل ہو جاتا ہے۔ یہ بات نص سے ثابت ہو گئی کہ اس کا وقت اُس سفید کے غائب ہونے سے پہلے داخل ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے یہ معلوم اور واضح ہو گی کہ سرخی کے ساتھ وقت شروع ہو گیا۔)

۲۔ کتب شروح حدیث:

زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج نے فیض القدیر میں متعدد مقامات پر ابن سید الناس سے اقوال نقل کیے ہیں۔ جیسے " توضأوا من لحوم الإبل "کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

"قال ابن سيد الناس: وفيه جواز الصلاة في مرابض الغنم والنهي عنها في مبارك الإبل "[10]

(ابن سید الناس نے کہا کہ اس حدیث معلوم کہ بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کرنا جائز ہے اور اونٹوں کے باڑے میں جائز نہیں۔)

اسی طرح ایک مقام کے مفہوم کی وضاحت میں ابن سید الناس کی رائے نقل کی:

"قال ابن سيد الناس، وكثرة الجماع محمودة عند العرب إذ هو دليل الكمال وصحة الذكورية ولم يزل التفاخر بكثرته عادة معروفة "[11]

(ابن سید الناس نے کہ عرب کے ہاں زیادہ تعلق استوار کرنا قابل تعریف تھا، کیوں کہ یہ کمال صحت اور کامل مرد ہونے کی دلیل تھی۔ یہ ہمیشہ قابل فخر اور قابل تعریف سمجھا جاتا رہا)

محمد بن عبد الباقی الزرقانی "شرح الزرقانی" میں "باب الجمع بين الصلاتين في الحضر والسفر" کی تفصیل میں ابن سید الناس کا قول نقل کرتے ہیں:

"قَوَّاهُ ابْنُ سَيِّدِ النَّاسِ بِأَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ رَاوِيَ الْحَدِيثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدْ قَالَ بِهِ، وَذَلِكَ فِيمَا أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ مِنْ طَرِيقِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، "[12]

(ابن سید الناس نے اس سند کو قوی کیا کہ ابا الشعثا جنہوں نے حدیث حضرت ابن عباس سے روایت کی انہوں نے یہی کہا۔ اور یہ روایت اُن روایات میں سے ہے جن کی تخریج شیخین نے ابن عیینہ عن عمرو بن دینار کے طریق سے کی ہے)

امام شوکانی نے "نیل الاوطار" کی ابتدائی ۳ جلدوں تقریباً ۴۷ مقامات پر ابن سید الناس کی شرح الترمذی سے اقوال نقل کیے ہیں۔ جیسے " بَابُ وُضُوءِ الْمُسْتَحَاضَةِ لِكُلِّ صَلَاةٍ "کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

" قَالَ ابْنُ سَيِّدِ النَّاسِ فِي شَرْحِهِ: وَسَكَتَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَحْكُمْ بِشَيْءٍ، وَلَيْسَ مِنْ بَابِ الصَّحِيحِ وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مِنْ بَابِ الْحَسَنِ لِضَعْفِ رَاوِيهِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ وَهُوَ أَبُو الْيَقْظَانِ وَابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ قَيْسٍ الْكُوفِيُّ وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي زُرْعَةَ وَعُثْمَانُ أَبُو الْيَقَظَانِ "[13]

(ابن سید الناس نے اپنی شرح میں کہا ہے کہ امام ترمذی نے اس حدیث پر حکم لگانے میں خاموش ہیں۔ یہ حدیث صحیح نہیں اور حسن کے قبیل میں سے بھی نہیں، کیوں کہ عدی بن ثابت سے اس کے راوی کا روایت کرنا ضعیف ہے اور وہ راوی ابو الیقظان ہیں۔ عثمان بن عمیر بن قیس الکوفی کے بیٹے ہیں۔ جسے عثمان بن ابی حمید اور عثمان بن ابی زرعیہ اور عثمان ابو الیقظان کہا جاتا ہے۔)

اسی طرح" بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَهَا وَالسَّمَرِ بَعْدَهَا إلَّا فِي مَصْلَحَةٍ"کی تفصیل میں تحریر کرتے ہیں:

" قَالَ ابْنُ سَيِّدِ النَّاسِ فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ: وَقَدْ كَرِهَهُ جَمَاعَةٌ وَأَغْلَظُوا فِيهِ مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ وَعُمَرُ وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ مَالِكٌ وَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُهُمْ مِنْهُمْ عَلِيٌّ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - وَأَبُو مُوسَى وَهُوَ مَذْهَبُ الْكُوفِيِّينَ، وَشَرَطَ بَعْضُهُمْ أَنْ يَجْعَلَ مَعَهُ مَنْ يُوقِظُهُ لِصَلَاتِهَا، وَرُوِيَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مِثْلُهُ وَإِلَيْهِ ذَهَبَ الطَّحَاوِيُّ."[14]

(ابن سید الناس نے ترمذی کی شرح میں کہا ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں ایک جماعت نے اس کو مکروہ سمجھا اور اس سلسلے میں سخت موقف اپنایا ہے۔ اُن حضرات میں حضرت ابن عمر، حضرت عمر اور حضرت ابن عباسؓ ہیں۔ اسی موقف کو امام مالک نے اختیار کیا ہے۔ دیگر بعض حضرات نے اس مسئلہ میں اُس وقت گنجائش دی ہے، جب وہ بیداری کرنے کی ذمہ داری کسی کو سونپ دے۔ یہ موقف حضرت علی، حضرت ابو موسیٰؓ کا ہے۔ اور اہل کوفہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ ابن عمرؓ سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ امام طحاوی نے بھی اسی بات کو اختیار کیا۔)

اور اسی طرح امام شوکانی کا قول "مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح "میں نماز میں رکوع کی تسبیحات سے متعلق روایت کے تشریح میں ہے:

" قال ابن سيد الناس: لا نعلمه وثق، ولا عرف إلا برواية ابن أبي ذئب عنه خاصة، فلم ترتفع عنه الجهالة العينية ولا الحالية "[15]

(ابن سید الناس کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ اس کی توثیق کی گئی ہو اور ابن ابی ذئب سے روایت کرنے کے علاوہ یہ معروف بھی نہیں، چنانچہ یہ ذات اور حالات دونوں اعتبار سے مجہول ہیں۔)

۲۔ کتب تخریج:

الهدایۃ فی تخریج احادیث البدایۃ میں "حديث وابصة انه۔ ﷺ۔ قال لا صلاة لمنفرد خلف الصف" کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

وأطال ابن سيد الناس في "شرح الترمذي" في ذلك، وهو واضح لمن عصمه الله من فتنة التقليد، فإن مخالفة المذهب واعتقاد عدم العمل بالدليل هو الباعث على التشبث بالعلل الواهية التي لا تؤثر طعنًا والتي هي دون علل أحاديث احتجوا بها بمراحل "[16]

(ابن سید الناس نے شرح الترمذی میں اس مسئلہ میں طویل کلام کیا ہے۔ یہ بات اُس شخص کے حق میں واضح ہے، جس کو اللہ تعالی نے تقلید کے فتنہ سے محفوظ کر رکھا ہو۔

الغرض ابن سید الناس نے ترمذی شریف کی روایات کی تخریج، فی الباب کے ذریعے امام ترمذی جن روایات کی جانب اشارہ کیا، اُن کی تخریج، اسی طرح جن روایات کا تذکرہ نہیں کرتے اُن کا تذکرہ کرنے کے علاوہ حدیث مبارکہ پر روایتاً کلام بھی کرتے ہیں، اور ماہرین اسماء الرجال کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ اس طرح جن مسائل کا تذکرہ امام ترمذی نے کیا، اُن کے علاوہ احادیث سے مستنبط ہونے والے احکام کو مسالک اور ائمہ فقہاء کے اقوال کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ جس کتاب سے یا سابقہ کسی امام کی بات نقل کرتے ہیں تو اُس کے نام کی صراحت کرتے ہیں۔

ابن سید الناس کی شرح الترمذی سے بعد کے مؤلفین نے اپنی تصانیف میں خوب استفادہ کیا، جو کہ کتاب کی افادیت اور اہمیت کا بین ثبوت ہے۔

تکملۃ النفح الشذی علما کی رائے میں:

النفح الشذی کی طرح اُس کے تکملۃ کو بھی محدثین کرام اور اہل علم میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس کی توصیف کی گئی اور اس کو حافظ عراقی کی علمی کاوشوں میں نہایت اہمیت کا درجہ ملا۔ ابن حجر العسقلانی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وبيض من تَكْمِلَة شرح التِّرْمِذِيّ كثيرا وَكَانَ أكمله فِي مسودة أوكاد

(تکملۃ شرح الترمذی کے بہت سارے حصوں کو قابل عمل بنالیا تھا اور اُس کا مسودہ تقریباً لکھ چکے تھے۔ میں حافظ عراقی سے اس کتاب کی ایک مکمل جلد لکھی اور اُس کا اکثر حصہ پڑھ کر سنایا۔)

علامہ سیوطی نے کتاب کی بابت یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔[17]

مصنفین کا استفادہ

بعد کے مؤلفین نے اپنی کتب کی تالیف میں "تکملۃ النفح الشذی" سے استفادہ کیا۔ جو کہ کتاب کے مستند اور اہم ہونے پر دال ہے۔ اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے۔

"تکملۃ شرح الترمذی" کو بعد کے شارحین نے حدیث مبارکہ کی وضاحت و تفصیل، حدیث کا درجہ متعین کرنے سے متعلق حافظ عراقی کے اقوال کو سند کا درجہ دیتے ہوئے اپنی کتب میں ذکر کیا۔ جیسے ابن حجر العسقلانی نے "صحیح البخاری" کی شرح کی تصنیف کے دوران اکثر مقامات پر حافظ عراقی کے اقوال نقل کیے۔ جن میں چند یہ ہیں۔ "قولہ باب المندیل" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

" قَالَ شَيْخُنَا الْحَافِظُ أَبُو الْفَضْلِ فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ كُلُّ مَنْ نُقِلَ عَنْهُ يَعْنِي مِنَ الصَّحَابَةِ مَنْعُ الصَّلَاةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ مَحْمُولٌ عَلَى مَنْ كَانَ دَاخِلَ الْمَسْجِدِ لِأَنَّهُ لَمْ يَقَعْ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمُ التَّصْرِيحُ بِمَنْعِ التَّحِيَّةِ "[18]

(ہمارے شیخ ابو الفضل نے ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ صحابہ سے امام کے خطبہ کے وقت نماز کی ممانعت ہے وہ اُن لوگوں کے حق میں ہے، جو مسجد میں موجود ہیں۔ اس لیے کہ کسی صحابہ سے یہ منقول نہیں کہ اُس نے خطبہ کے وقت تحیۃ المسجد سے منع کیا ہو۔)

اسی طرح " قَوْلُهُ بَابُ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ "کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ كَأَنَّ السِّرَّ فِيهِ أَنَّ الْوُسْطَى أَكْثَرُ تَلْوِيثًا لِأَنَّهَا أَطْوَلُ فَيَبْقَى فِيهَا مِنَ الطَّعَامِ أَكْثَرُ مِنْ غَيْرِهَا وَلِأَنَّهَا لِطُولِهَا أَوَّلُ مَا تَنْزِلُ فِي الطَّعَامِ وَيَحْتَمِلُ أَنَّ الَّذِي يَلْعَقُ يَكُونُ بَطْنُ كَفِّهِ إِلَى جِهَةِ وَجْهِهِ فَإِذَا ابْتَدَأَ بِالْوُسْطَى انْتَقَلَ إِلَى السَّبَّابَةِ عَلَى جِهَة يَمِينه وَكَذَلِكَ الْإِبْهَام وَاللهُ أعلم"[19]

(ہمارے شیخ نے شرح الترمذی نے کہا کہ درمیانی انگلی کھانے میں زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ باقی انگلیوں کی بنسبت طویل ہوتی ہے، تو باقی انگلیوں کی بنسبت اس کے ساتھ کھانا زیادہ لگا ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ اپنی طوالت کی وجہ سے بقیہ انگلیوں کی بجائے کھانے میں پہلے پہنچتی ہے۔ اور اس بات کا احتمال بھی ہے کہ جو آدمی انگلیاں چاٹتا ہے، تو اُس کے ہاتھ کے ہتھیلی کا رخ چہرے کی جانب ہوتا ہے۔ جب وہ درمیانی انگلی سے ابتدا کرے گا تو اپنے چہرے کی دائیں طرف شہادت کی انگلی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس طرح ابہام دور ہوا۔ واللہ اعلم)

صحیح البخاری کی دوسری اہم شرح "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری" کے مؤلف نے بھی روایات کے مفہوم کی وضاحت میں حافظ عراقی کی تشریحات پر اعتماد کیا۔ "باب عمرۃ فی رمضان" کی وضاحت میں تحریر کرتے ہیں:

"قَالَ شَيخنَا زين الدّين فِي (شرح التِّرْمِذِيّ)، وَإِنَّمَا قَالَ ذَلِک مَعَ أَن الذِّهن لَا يتَبَادَر إلاَّ إِلَى عَطاء أَنه هوَ الْقَائِل۔ ۔ ۔ "[20]

(حافظ عراقی کسی کی کلام کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے کہ اس بات کے قائل عطا ہیں اور ابتدا میں یہی بات ذہن میں آتی ہے۔۔۔)

اسی طرح "باب اثم من قتل ذميا بغير جرم" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"قَالَ شَيخنَا زين الدّين فِي شرح التِّرْمِذِيّ إن الْجمع بَين هذِه الرِّوَايَات باخْتلَاف الْأَشْخَاص بتفاوت مَنَازِلهمْ ودرجاتهم"[21]

(شرح الترمذی میں حافظ عراقی نے کہا ہے۔ ان روایات کے درمیان تطبیق روات کے مراتب اور حالات کے مختلف ہونے کے اعتبار سے کی جائے گی۔)

صاحب فیض القدیر میں "الازار الى نصف الساق او الى الكعبين لاخير فى اسفل من ذلک" کے مفہوم کے تفصیل دوران لکھتے ہیں:

"الحافظ العراق فى شرح الترمذى، قوله لا خير إلخ لأنه إما حرام إن نزل عن الكعبين أو شبهه إن حاذاهما ولا خير فى كل من الأمرين"[22]

(شرح الترمذی میں حافظ عراقی کہتے ہیں کہ قولہ لاخیر الخ کا مطلب ہے کہ ٹخنوں سے کپڑے کا نیچے ہونا حرام ہے اور پونچوں کو ٹخنوں کے قریب رکھنا شبہ بالحرام ہے۔ ان دونوں باتوں میں کوئی خیر نہیں۔)

اسی طرح "نهي آن ينتعل الرجل و هو قائم" کے ضمن میں اس مضمون سے متعلق روایت نقل کر کے "حافظ عراقی" کا قول نقل کیا کہ:

"قال الحافظ العراقي في شرح الترمذى، ورجال إسناده ثقات "[23]

(شرح الترمذی میں حافظ عراقی مذکورہ قول کی بابت کہتے ہیں کہ اس سے متعلق روایت کے رجال ثقات ہیں۔)

شرح الزرقانی میں "باب صلوۃ المزدلفۃ" سے متعلق روایت کی تشریح میں ابن حزم قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"قَالَ ابْنُ حَزْمٍ، لَوْ ثَبَتَ ذَلِكَ عَنِ النَّبِي۔ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ لَقُلْتُ بِه۔ وَتَعَقَّبَ

ذَلِكَ الْحَافِظُ الْعِرَاقِيُّ فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ بِأَنَّ قَوْلَ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ۔ يَفْعَلُهُ إِنْ أَرَادَ بِهِ جَمِيعَ مَا ذَكَرَهُ فِي الْحَدِيثِ، فَهُوَ مَرْفُوعٌ"[24]

(ابن حزم کہتے ہیں کہ یہ بات اگر آپ ﷺ سے ثابت ہوتی تو میں اسی کو اختیار کرتا۔ شرح الترمذی میں حافظ عراقی اس بات پر یوں جرح کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے آپ ﷺ کا قول مرفوعاً نقل کیا ہے۔ مذکورہ مسئلہ سے متعلق)

نیل الاوطار میں متعدد مقامات پر حافظ عراقی کی شرح الترمذی سے استفادہ کیا گیا ہے، چنانچہ "باب صلوۃ الضحی" میں ضحی کی نماز کی تعداد کتنی ہونی چاہیے اُس سے متعلق مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے ایک رائے کی بابت فرمایا:

"قَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ، لَمْ أَرَ عَنْ أَحَدٍ مِنْ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ أَنَّهُ حَصَرَهَا فِي اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً" [25]

(شرح الترمذی میں حافظ نے فرمایا کہ کسی صحابی سے یا تابعی سے چاشت کی ۱۲ رکعت منقول نہیں۔)

صاحب کوثر المعانی "بخاری شریف" کی روایات کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"وفي شرح التِّرْمِذِيّ للعراقي أو البلقيني، يحتمل أن يكون معني الابتلاء هنا الاختبار، أي من اختبر بشيء من البنات، لينظر ما يفعل الحسن عليهن، أو يسيء۔ ولهذا قيده في حديث أبي سعيد بالتقوى۔"[26]

(عراقی یا بلقینی نے لکھا ہے کہ یہاں پر ابتلاء سے مراد آزمائش ہے کہ جس کو بیٹیاں دی گئی تاکہ یہ دیکھا جائے کہ وہ اُن کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے یا برے رویے سے پیش آتا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابوسعید الخدری کی روایت کو تقوی کے ساتھ مقید کیا ہے۔۔۔)

الغرض حافظ عراقی نے شرح کی تکمیل میں ابن سید الناس کے انداز تحریر کو ہی اپنایا، بل کہ اس میں مزید نکھار پیدا کیا۔ "الكلام عليه من وجوه" کے عنوان کے ذریعے تمام باتوں کو الگ الگ حروف تہجی کے اعتبار سے ذکر کیا۔ تخریج روایات، جرح و تعدیل کے کلام میں مزید وسعت پیدا کی۔ فقہی مسائل مدلل بیان کرنے کے علاوہ وجہ ترجیح بھی بیان کرتے ہیں۔ اُس پر ہونے والے اعتراضات کو سوالاً جواباً بیان کرتے ہیں۔ اختلافی مسائل پر تفصیلی بحث کی۔

یہی وجہ ہے کہ "النفح الشذی اور تکملہ" سے بعد کے مصنفین نے اپنی کتاب کی تالیف میں استفادہ کیا، یہ بات ان کتب کی اہمیت کو روز روشن کی طرح واضح کر دیتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ ابن سید الناس، محمد بن محمد، النفح الشذی شرح جامع الترمذی، دار الصمیعی للنشر والتوزیع، الریاض، ۲۰۰۷، ۱/۸۸؛
العراقی، حافظ زین الدین، تکملۃ شرح الترمذی: دراسۃ وتحقیقا، الجمعان: محمد بن عبد العزیز، الجامعۃ الاسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ، المملکۃ السعودیہ، ۱۴۲۴ھ، ص ۳۲۸-۳۲۵

2۔ ابن سید الناس، النفح الشذی شرح جامع الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی السھو عن وقت الصلاۃ العصر، ۱/ ۱۵۲-۱۵۴

3۔ العراقی، حافظ زین الدین، تکملۃ شرح الترمذی، دراسۃ و تحقیق، کتاب الاضحیۃ، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ، ص ۲۳۳

4۔ ابن سید الناس، النفح الشذی شرح جامع الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی صلاۃ الوسطی، ۳/ ۴۵۷

5۔ الصفدی، خلیل بن آیبک، الوفی بالوفیات، دار احیاء التراث، بیروت، ۲۰۰۰، ۱/ ۲۲۰

6۔ ابن الملقن، عمر بن علی، البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والاثار الواقعۃ فی الشرح الکبیر، دار الھجرۃ للنشر والتوزیع، ۲۰۰۴، ۱/ ۲۸۹

7۔ ابن قاضی شھبۃ، ابو بکر بن احمد بن محمد، طبقات الشافعیۃ، عالم الکتب، بیروت، ۱۴۰۷ھ، ۲/ ۲۹۶

8۔ رشید بن علی رضا، تفسیر المنار، الھیۃ المصریۃ، مصر، ۱۹۹۰، ۶/ ۱۹۸

9۔ الشنقیطی، محمد الامین، محمد بن محمد، اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۵، ۱/ ۳۰۲

10۔ المناوی، محمد بعبد الرووف بن تاج العارفین، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، المکتبہ التجاریۃ، مصر ۱۳۵۶ھ، ۳/ ۲۷۵

11۔ ابن سید الناس، النفح الشذی شرح جامع الترمذی، مکتبہ الثقافۃ الدینیۃ، القاھرۃ، ۲۰۰۳، کتاب الطھارۃ باب ماجاء فی اکل لحم الوضوء، ۱/ ۵۰۷

12۔ محمد بن عبد الباقی الزرقانی، شرح الزرقانی، کتاب الصلاۃ، باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر والسفر ۳/ ۱۹۷

13۔ الشوكاني، محمد بن علي بن محمد بن عبد الله، نيل الأوطار، تحقيق: عصام الدين الصبابطي، دار الحديث، مصر، ۱۹۹۳م، ۱/ ۳۴۱

14۔ ایضاً، ۲/ ۱۸

15۔ ابن حجر، احمد بن علی بن محمد، المجمع الموسس للمعجم المفھرس، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۹۹۴، ۲/ ۱۸۲

16۔ أبو الفيض الغُمَارِي، أحمد بن محمد بن الصدّيق بن أحمد، الهداية في تخريج أحاديث البداية (بداية المجتهد لابن رشد)، دار عالم الكتب، بيروت – لبنان، الأولى، ۱۴۰۷ھ - ۱۹۸۷م،

17۔ السیوطی، عبد الرحمن بن ابو بکر، طبقات الحفاظ للسیوطی، دار الکتب، بیروت، ۱۴۰۳م، ص ۵۴۴

18۔ ابن حجر، احمد بن علی بن محمد، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ، بیروت، ، ۱۳۷۹ھ، کتاب المسح، باب فی المندیل، ۲/ ۴۱۱

19۔ ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الطعام، باب الضمضۃ فی الطعام، ۲/ ۴۱۱

20۔ العینی، محمود بن احمد، بدر الدین، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث، بیروت، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الضحی، ۱۰/ ۱۱۶

21۔ الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار، کتاب الحدود، باب اثم من قتل ذمیا بغیر جرم، دار الحدیث، مصر، ۱۹۹۳، ۳/ ۷۷

22۔ المناوی، محمد بعبد الرووف بن تاج العارفین، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، المکتبہ التجاریۃ، مصر ۱۳۵۶ھ، کتاب المسح، باب ماجاء ویل للأعقاب من النار، ۳/ ۱۷۵

23۔ ایضاً

24۔ الزرقانی، محمد بن عبد الباقی، شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک، مکتبہ الثقافۃ الدینیۃ، القاھرۃ، کتاب الحج، باب صلاۃ المزدلفہ، ۲۰۰۳،
۵۴۲/۲

25۔ العینی، محمود بن احمد، بدر الدین، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الضحی، ۱۱۶/۱۰

26۔ الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار، دار الحدیث، مصر، ۱۹۹۳، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء الرکعتین إذا یخطب، ۷۷/۳